عزیمت پر عمل کرنے والے

مسافر امام کے پیچھے مقیم حنفی کی نماز کا حکم

مولانا محمد فارس حبیب مختار

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ہمارے ہاں انگلینڈ میں مختلف ممالک سے مشائخ تشریف لاتے ہیں، بلادِ عرب سے آنے والے اکثر مشائخ، علماء اور قراء مسلکِ حنبلی اور شافعی سے متعلق ہوتے ہیں اور یہ حضرات دورانِ سفر اپنے مسلک کے مطابق عزیمت پر عمل کرتے ہوئے چار رکعت پڑھتے ہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر حنبلی المسلک عالم یا قاری حالت سفر میں ظہر، عصر یا عشاء کی نماز چار رکعات پڑھائے تو ہم حنفی المسلک لوگوں کا ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا یہ نماز ٹھیک ہوگی؟ کیا یہ نماز واجب الاعادہ ہے؟ براہ کرم مسئلہ بالا کی جملہ صورتوں کی وضاحت فرمائیں۔ شکریہ

مستفتی: محمد افضال، برمنگھم، انگلینڈ

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ فقہاء احناف کے نزدیک مسافر کی ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز دو رکعت ہی ہیں، اور یہ دو رکعت مسافر کی مکمل نماز ہے، حقیقت کے لحاظ سے یہ قصر نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ:

''عن عائشةؓ قالت: فرضت الصلوٰة رکعتین ثم ھاجر رسول اللہ ﷺ

ففُرِضت أربعاً وترکت صلوٰة السفر علی الفریضة الأولیٰ".

(مشکوٰة، ص:۱۱۹)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ: "(سفر اور حضر دونوں میں) نماز دو رکعت ہی فرض کی گئی تھی، پھر چار رکعت فرض کی گئیں (یعنی حضر میں دو رکعت کو بڑھایا گیا) اور سفر کی نماز کو اپنی حالت پر رکھا گیا"۔

اسی لئے دوران سفر چار رکعت کا پڑھنا نہ عزیمت پر عمل کرنا ہے اور نہ ہی باعث ثواب ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ کے سفر کے ہمیشگی معمول کے خلاف ہے، چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

"عن ابن مسعودؓ قال: من صلی في السفر أربعاً أعاد الصلاة".

(المعجم الکبیر للطبرانیؒ ج:۹، ص:۳۳۵)

"جس شخص نے سفر کے دوران چار رکعت نماز پڑھی تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا"۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ:

قال ابن عباسؓ: "فمن صلی في السفر أربعاً کمن صلی في الحضر رکعتین".

(اعلاء السنن:۲۹۳)

"جس نے سفر میں چار رکعت کا پڑھیں تو یہ ایسا ہی (غلط) ہے، جیسے حالتِ حضر میں چار کے بجائے دو رکعت پڑھنے والا"۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں صورت مسئولہ میں حنفی المسلک حضرات اگر خود مسافر ہوں تو ان کے ذمے قصر کرنا ضروری ہے، اتمام کرنا جائز نہیں اور اگر وہ حضرات کسی شافعی یا حنبلی المسلک حضرات کے پیچھے نماز پڑھیں، جو باوجود مسافر ہونے کے اپنے مسلک کے مطابق عزیمت پر عمل کرتے ہوئے چار رکعت پڑھائیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم یہ ہے کہ اگر امام دوسری رکعت میں قعدہ میں نہ بیٹھیں تو حنفی مقتدی کی نماز سرے سے ان کے پیچھے نہیں ہوگی، لیکن اگر امام دوسری رکعت میں قعدہ میں بیٹھ جائیں اور نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرلیں تو حنفی مسافر حضرات کی نماز ان کے پیچھے درست ہوگی اور اگر آخر میں امام سجدہ سہو نہ کریں تو حنفی مقتدی کی نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ اور اگر حنفی حضرات خود مقیم ہوں، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ان کے ذمے چار رکعت کا پڑھنا ضروری ہے، تو اگر یہ حنبلی یا شافعی المسلک امام کی اقتداء میں نماز پڑھیں اور وہ امام مسافر ہو، لیکن عزیمت پر عمل کرتے ہوئے چار رکعت پڑھائیں تو ان کے پیچھے حنفی مقیم کی نماز سرے سے درست ہی نہ ہوگی۔

پہلی صورت جبکہ حنفی حضرات بھی مسافر ہوں اور شافعی یا حنبلی المسلک امام ہو تو حنفی حضرات کو

چاہئے کہ اگر حنفی المسلک امام کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن ہو تو وہیں نماز پڑھیں اور اگر حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو شافعی المسلک اور حنبلی المسلک امام کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور تنہا نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ انہی امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔

اور دوسری صورت جبکہ حنفی حضرات خود مقیم ہوں تو ان پر لازم ہے کہ وہ حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھیں یا اپنی انفرادی نماز پڑھ لیں، شافعی و حنبلی المسلک امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

بدائع الصنائع میں ہے:

’’قال أصحابنا: إن فرض المسافر من ذوات الأربع ركعتان لاغير...... لأن الركعتين من ذوات الأربع في حق المسافر ليستا قصراً حقيقةً عندنا، بل هو تمام فرض المسافر، و الإكمال ليس رخصة في حقه، بل هو إساءة ومخالفة للسنة‘‘ (۱/۲۵۷، رشيدية)

اعلاء السنن میں ہے:

عن إبراهيم أن ابن مسعودؓ قال: من صلى في السفر أربعاً أعاد الصلوة، رواه الطبرانيؒ في الكبير وقال ابن عباس: فمن صلى في السفر أربعاً كمن صلى في الحضر ركعتين. عن عائشةؓ زوج النبي ﷺ قالت: الصلاة أول ما فرضت ركعتان، فأقرت صلاة السفر وأتممت صلاة الحضر. (ص:۲۹۳-۲۹۴)

قوله عن إبراهيم:...... والمذهب عندنا أن المسافر إذا أتم ولم يقعد على رأس الركعتين فصلاته فاسدة، وإن قعد فصحيحة وعليه الإعادة؛ لتمكن الكراهة فيها، لأجل تاخير السلام عن موضعه...... صلوة المسافر المؤتم بالمسافر المتم لاتفسد عندنا إذا جلس الإمام في الثانية كما تقدم وإنما تفسد صلاة المقيم المؤتم به إذا نيقن بكون الإمام قد أتم مع عده نفسه مسافراً. (۷/۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۷، ۲۹۳، ۲۹۴، كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ط: ادارة القرآن)

فتاوی شامی میں ہے:

وظاهر كلام شرح المنية أيضاً حيث قال: وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي، فيجوز مالم يعلم منه ما يفسد الصلوة على اعتقاد

المقتدی، علیه الإجماع، إنما اختلف فی الکراهة فقید بالمفسد دون غیره...... وبحث المحشی أنه إن علم أنه راعی فی الفروض والواجبات والسنن فلاکراهة وإن علم ترکها فی الثلاثة لم یصح وإن لم یدر شیئا یکره، وإن علم ترکها فی الأخیرین فقط ینبغی أن یکره...... فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض أفضل من الإنفراد إذ لم یجد غیره وإلا فالاقتداء بالموافق أفضل.

(۵۶۳/۱،کتاب الصلوة، مطلب الاقتداء بشافعی......ط:سعید)

فتاوی رحیمیہ میں ہے:

''سوال: حنبلی مذہب کا امام مسافر قصر نہیں کرتا، اس کے پیچھے مقیم حنفی کی نماز درست ہوگی؟ بلا کراہت یا باکراہت؟۔

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً: جو مسافر قصر نہ کرے، اس کے پیچھے حنفی مقیم کی نماز صحیح نہ ہوگی''۔ (۱۸۲/۵، کتاب الصلوۃ، احکام المسافر، دار الاشاعت)

ووجه البطلان فی هذه الصورة: کون صلاة الإمام نافلة بعد الرکعتین؛ لأن فرض المسافر رکعتان، ومازاد فهو نافلة، والواجب علی المؤتم الحنفی المقیم: أربع رکعات، فصلاته خلف المسافر المتم اقتداء المفترض خلف المتنفل بعد الرکعتین، وذالایجوز فکذا هذا. فقط والله أعلم بالصواب

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
محمد عبدالمجید دین پوری	صالح محمد کاروڑی	محمد فارس حبیب
		تخصص فقہ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

☆☆....☆☆